مرثیہ ۱۰

آمد ہے اہلِ بیتِ پیمبرؐ کی شام میں — گیسو کھلے ہوئے ہیں عزائے امام میں
سر پیٹتی ہے فاطمہؑ دارالسلام میں — زینبؑ یہ نوحہ کرتی ہے بلوائے عام میں
لوگو خبر کرو مرے نانا رسولؐ کو
بلوے میں شمر لایا ہے بنتِ بتولؑ کو ؎

نانا تری نواسی کے سر پہ ردا نہیں — اور اہلِ شام دیکھنے میں کچھ حیا نہیں
حالِ بدِ غریب کا ہے جیسے دوا نہیں — بیہوش ننھے بچے ہیں آب و غذا نہیں
دل سب کے کانپتے ہیں بدن تھرتھراتے ہیں
اب سامنے یزید کے سادات جاتے ہیں ؎

ہیں اک رسن میں بارہ گلے وامصیبتا — روتے ہیں گودیوں کے پلے وامصیبتا
بس میں ستمگروں کے چلے وامصیبتا — خاکِ عزا ہیں منہ پہ ملے وامصیبتا
مشکل قدم اٹھانا تھا اس ازدحام میں
یوں عترتِ نبیؐ گئی بلوائے عام میں ؎

زینب تڑپ کے اونٹ پہ کرتی تھی یہ بیاں — دربار میں طلب ہوئے سادات ناگہاں
اونٹوں سے اتریں بی بیاں ہو کے الاماں — پیشِ یزید لے گئے ظالم کشاں کشاں
حالِ حسینؑ عام تھا دربارِ عام تھا
اور ننگے سر حسینؑ کا کنبہ تمام تھا

مطرب ترانہ سنج تھے رقاص شادماں — پڑھتے تھے تہنیت کے قصیدے قصیدہ خواں
حاضر وکیل روم و ختن با شکوہ و شاں — ہاتھوں پہ نذرِ فتح لئے خورد اور کلاں
چلاتی تھی بتولؑ یہ ظلم شدید ہے
یارب ترے حسینؑ کے مرنے کی عید ہے ؎

ناگاہ بڑھ کے شمرِ لعیں نے کیا سلام — بولا کہ اے امیر یہ شادی کا ہے مقام
امیدوارِ خلعت و جاگیر ہے غلام — حاضر ہیں سر شہیدوں کے اور عترتِ امام
بڑھ کر پکارا امرہ کہ اپنا جگر ہے یہ
لے ہم شبیہ خاصِ پیمبرؐ کا سر ہے یہ ؎

واللہ اس کے رنج و الم میں بصد بکا — فرزندِ بوترابؑ بہتر جگہ گرا ؎
یہ ذکر تھا کہ حشر کا ساماں ہو گیا — گھبرا گیا یزید کہ یہ کیا غضب ہوا
دیکھا تو حرملہ بھی بہت شاد آتا ہے
سر ایک چھوٹے بچے کا ہاتھوں پہ لاتا ہے

ہے خونِ حلق حلق کے اوپر جما ہوا — ننھا سا منہ ہے پیاس کے مارے کھلا ہوا
باچھوں میں دودھ دونوں طرف ہے بھرا ہوا — سوراخ تیرِ ظلم گلے میں پڑا ہوا
اس خوں پہ یزید نے جس دم نگاہ کی
اس سے بھی ضبط ہو نہ سکا رو کے آہ کی ؎

بولا بتا کہ اس نے بھلا کی تھی کیا خطا — تو نے اسے نشانہ کیا تیرِ ظلم کا
بچے پہ بھی نہ کھایا ترس تو نے بے حیا — یہ ننھا سا گلا وہ ترا ناوکِ جفا

بتلا تو کس فلک کا یہ مہرِ منیر ہے
بانو پکاری بڑھ کے یہ میرا صغیر ہے

حیران کھڑے تھے سب حرمِ شاہِ مشرقین — مہرِ سکوت لب پہ نہ شکوہ نہ شور و شین
زینبؑ نے دیکھا تخت پہ ناگہ سرِ حسینؑ — بے ساختہ تڑپ کے یہ کرنے لگی وہ بین

ہے ہے نہ موت آئی مجھے راہِ شام میں
بھیّا مرا سلام تو دربارِ عام میں

حاضر تھے سامنے جو وکیلانِ ہوشیار — تھا اُن میں ایک مردِ نصاریٰ خجستہ کار
سلطانِ ملکِ روم کا تھا واقعہ نگار — اس سانحہ کو دیکھ کے بولا وہ ایک بار

کہہ اے یزید سر ہے یہ کس باوقار کا
جاری لبوں سے شکر ہے پروردگار کا

جلدی بتا کہ کون ہے یہ آسماں وقار — ہے بادشاہِ ہند کہ ایران کا شہریار
تنہا تھا یا کہ ساتھ تھے کچھ یار و غمگسار — کس جرم پر گلے سے ملی تیغِ آبدار

ہیں قید یہ جو صاحبِ عصمت سیاہ میں
کیا ساتھ اہلِ بیت بھی تھے قتل گاہ میں

اُن کی مصیبتوں سے کلیجہ فگار ہے — مثلِ چراغِ صبح دموں کا شمار ہے
کس کے چمن کا گل یہ غریب الدیار ہے — جس کے گلے میں طوقِ گراں خاردار ہے

یہ دخترِ صغیر جو مرتی ہے جان سے
تو کہہ تو کھول دوں میں گلا ریسمان سے

تجھ کو تو جشنِ عیش ہے میرا بُرا ہے حال — اس سر کے دیکھنے سے کلیجہ ہے پائمال
کہتا ہوں اس کے دل میں نہ تھی شانِ ذوالجلال — کس نے کیا لہو سے کتابِ خدا کو لال

یہ تو بتا کہ کون یہ عالی مقام ہے
کس کا یہ فرقِ پاک ہے کیا اس کا نام ہے

بولا سرِ غرور ہلا کر وہ بے حیا — نام اس قتیلِ کرب و بلا کا حسینؑ تھا
پوچھا حسینؑ کون کہا ابنِ مرتضیٰؑ — کی عرض ماں کا نام کہا اس نے فاطمہؑ

بولا وکیل کون وہ عالی مقام ہے
اس نے کہا کہ دخترِ خیر الانام ہے

پھر بولا یوں فرنگی سے حاکم کہ اے جواں — واقف تو مصطفیٰ سے ہے اُس نے کہا کہ ہاں
انجیل میں وہ ہے نبیؐ آخر الزماں — حاکم پکارا پھر نہیں حاجتِ بیاں

یہ اُس نبی کا چھوٹا نواسا حسینؑ ہے
ابنِ علیؑ ہے فاطمہؑ کا نورِ عین ہے

یہ سن کے تب یزید سے بولا وہ خوش سیر　　نیزوں پہ رکھ کے لائے ہیں جو بیکسوں کے سر
کیا جانتے نہ تھے شہِ والا کو اہلِ شر　　زینبؑ پکاری آہ نہ تھا کچھ خدا کا ڈر

پہچانتے تھے سب یہ شہِ مشرقین کو
مارا ہے جان بوجھ کے بھائی حسینؑ کو ۃ

زینبؑ کے اس کلام سے محشر ہوا بپا　　تھرائے مثل بید فرنگی کے دست و پا
غصہ میں آ کے حاکم بے رحم سے کہا　　او دشمنِ نبیؐ تجھے غارت کرے خدا

پڑھ کر نماز کعبۂ دیں کو گرا دیا ۃ
قبلہ کو سجدہ کر کے حرم کو مٹا دیا ۃ

دیکھا یزید نے جو فرنگی کو بے قرار　　سمجھا یہ ہے محبِ امام فلک وقار
نصرانی سے یہ کہنے لگا وہ ستم شعار　　کیا تو حسینؑ ابن علیؑ کا ہے دوستدار

کیوں بے ادب لحاظ نہیں کچھ مرا تجھے
ہے شرط اس کلام کی اب دوں سزا تجھے

اس نے کہا خدا تجھے غارت کرے شتاب　　تیرا ہے کیا ادب جسے شرم نے حجاب
کیا کیا ذلیل ہے رنج تو اے خانماں خراب　　یہ اژدحام اور یہ آلِ ابو تراب

تو کیا جواب حشر میں دے گا رسولؐ کو
مارا ہے کلمہ پڑھ کے یتیم بتولؑ کو ۃ

جب محفلِ یزید میں داخل حرم ہوئے　　غش آیا ہر قدم پہ یہ ظلم و ستم ہوئے
زینبؑ پکاری حادثے ایسے بھی کم ہوئے　　سر کٹ گیا حسینؑ کا سر ننگے ہم ہوئے

کیوں آسمان گر نہیں پڑتا دوہائی ہے
زہراؑ کی بیٹی سامنے حاکم کے آئی ہے ۃ

موجود انجمن میں صغیر و کبیر ہیں　　حاکم کے گرد کرسیوں پر سب امیر ہیں
خاصانِ ذوالجلال ذلیل و حقیر ہیں　　مشکل کشا کے خورد و کلاں سب اسیر ہیں

کہہ دے کوئی علیؑ سے یہ دار السلام میں
زینبؑ کا داخلہ ہوا دربارِ عام میں ۃ

اے لوگو کربلا سے مرے بھائی کو بلاؤ　　اے لوگو میرے گیسوؤں والے کو لاؤ
اے لوگو میرا حادثہ عباسؑ کو سناؤ　　اے لوگو یادگارِ حسنؑ سے کہو کہ آؤ

قاسمؑ سے ہائے کچھ نہ کہا اُس گھڑی ہوئی
یہ بال کھولے کس کی دولہن ہے کھڑی ہوئی ۃ

ہو کر اسیر دخترِ حاتم جو آئی تھی　　نانا نے میرے خود اُسے چادر اُڑھائی تھی
پوچھا کہ ماں نے ایک نبیؐ مجھکو بتائی تھی　　سب کو یہ پاس تھا کہ سخی کی وہ جائی تھی

اُمت کو ہائے پاس رسولِؐ خدا نہیں
زینبؑ برہنہ سر ہے اور ان کو حیا نہیں